© rasailojaraid.com

فتنۂ وضعِ حدیث اور اُس کا انسداد

(۲)

صحابہ کرام نے روایات و احادیث کی حفاظت اور انکی نشر و اشاعت میں جو مساعی جمیلہ کی ہیں، انکی تفصیل کے سلسلہ میں یہ معلوم کرلینا ضروری ہے کہ جن صحابہ نے کثرت سے روایتیں نقل کی ہیں ان میں حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس کے اسماء گرامی زیادہ نمایاں ہیں لیکن بعض مستشرقین اور منکرین حدیث نے حدیث کی بے اعتباری ثابت کرنے کے لیے ان دونوں بزرگوں پر بعض نہایت رکیک اعتراضات کیے ہیں یہاں تک کہ انہیں وضع حدیث کے الزام سے بھی بری نہیں رکھا اس لیے ہم اس موقعہ پر حضرت ابوہریرہ کی زندگی پر روشنی ڈال کر بتانا چاہتے ہیں کہ آپ پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں وہ کس درجہ بے بنیاد اور لغو ہیں۔

ابوہریرہؓ حضرت ابوہریرہؓ کا اصلی وطن یمن تھا۔ قبیلۂ دوس سے تعلق رکھتے تھے، نام عمیر تھا۔ ابوہریرہ کنیت تھی۔ ہریرہ عربی زبان میں چھوٹی بلی کو کہتے ہیں۔ اس کنیت کی وجہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے گھروالوں کی بکریاں چراتا تھا، میرے پاس ایک بلی تھی۔ اُسے میں رات کے وقت ایک درخت میں رکھ دیتا تھا اور دن کو اُسے اپنے ساتھ چراگاہ لیجاتا جہاں میں اُس سے کھیلتا رہتا تھا۔ اس بنا پر لوگ مجھے ابوہریرہ کہنے لگے[1]

اسلام اور جستجوئے علم ۷ھ میں بمقام خیبر اپنے قبیلہ کی ایک جماعت کے ساتھ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر دولت اسلام سے بہرہ اندوز ہوئے۔ آپ کو علم کی بڑی جستجو تھی ہر وقت اسی دھن میں مصروف رہتے تھے۔ اور اس بنا پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

[1] ترمذی، مناقب ابوہریرہؓ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سوالات کرنے میں بھی بڑے جری اور بے باک واقع ہوئے تھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی نے بطور شکایت کہا کہ ابوہریرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت کثرت سے روایت کرتے ہیں فرمایا "پناہ بخدا، اُن کی روایات میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ کرنا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ سرکار رسالتمآب سے سوال کرنے میں بہت جری تھے، اور اس لیے ایسے ایسے سوالات کرتے تھے جن کو ہم لوگ پوچھ بھی نہیں سکتے[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کی اس علمی جستجو اور ذوقِ تحقیق وتلاش کا اعتراف تھا چنانچہ ایک مرتبہ اُنھوں نے سیدِ کونین صلعم سے دریافت کیا "قیامت کے دن کون خوش نصیب آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق ہوگا؟" تو ارشادِ گرامی ہوا "تمہاری حرص علی الحدیث دیکھ کر مجھ کو پہلے سے خیال تھا کہ یہ سوال تم سے پہلے کوئی دوسرا نہیں کریگا[2]

حضرت ابوہریرہؓ کے لیے دعاءِ نبوی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوہریرہ کے ذوقِ علم کی اس درجہ قدر کرتے تھے کہ اُن کے علم کی پختگی اور حافظہ کی قوت کے لیے دعائیں فرماتے تھے زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں "ایک دن میں، ابوہریرہ اور ایک اور شخص مسجد میں بیٹھے ذکر خدا و دعا میں مشغول تھے۔ اتنے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہم لوگ خاموش ہوگئے۔ آپ نے فرمایا "اپنا شغل جاری رکھو، یہ سُن کر میں اور دوسرا شخص دعائیں کرنے لگے جن پر آپ آمین کہتے جاتے تھے۔ ہمارے بعد ابوہریرہ نے دعا کی" خدایا جو کچھ میرے ساتھی مجھ سے قبل مانگ چکے ہیں وہ مجھے عطا فرما۔ اور اس کے علاوہ ایسا علم بھی عنایت کر جس کو میں کبھی فراموش نہ کروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی آمین کہی۔ اب ہم دونوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ، ہم کو بھی ایسا علم عطا کیا جائے جو فراموش نہ ہو۔ ارشاد حق بنیاد ہوا" وہ دوسی نوجوان (ابوہریرہ) کے حصہ میں

---

[1] مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۱۰ [2] صحیح بخاری باب الحرص علی الحدیث [3] تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۶۶

© rasailojaraid.com

آچکا ہے۔[1]

ایک مرتبہ اُنھوں نے بارگاہِ رسالت میں ضعفِ حافظہ کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: "چادر پھیلاؤ" اُنھوں نے چادر پھیلادی۔ آپ نے اُس میں دونوں دستِ مبارک ڈالے، پھر فرمایا "اسے سینہ سے لگالو" ابوہریرہ کہتے ہیں" اس کے بعد میں پھر کبھی نہیں بھولا۔[2]

جلالتِ علم حضرت ابوہریرہؓ کے ذوق وشوق، محنت وجستجو، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شفقت ودعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابوہریرہ علم حدیث کے سب سے بڑے حافظ بن گئے۔ اس کی دلیل اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم نے خود اُن کو "علم کا ظرف" فرمایا۔[3] حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو خود بھی صحابہ میں بڑے پایہ کے محدث ہیں بیان کرتے ہیں کہ ابوہریرہ ہم سب میں اعلم بالحدیث تھے۔[4] حافظ ذہبی جو تنقید رواۃ میں مرتبہ بلند رکھتے ہیں فرماتے ہیں" ابوہریرہ علم کا ظرف تھے اور صاحبِ فتویٰ ائمہ کی جماعت میں ارفع مقام رکھتے تھے۔[5] حافظ ابن حجر لکھتے ہیں" ابوہریرہ اپنے ہمعصر راویوں میں سب سے بڑے حافظ تھے اور تمام صحابہ میں کسی نے حدیث کا ذخیرہ اتنا فراہم نہیں کیا۔[6] امام شافعیؒ کی رائے تھی کہ ابوہریرہ ہم عصر حفاظ حدیث میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔

روایات حضرت ابوہریرہ نے جو روایتیں بیان کی ہیں اُن کی مجموعی تعداد جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے ۵۳۷۴ ہے۔ ان میں ۳۲۵ متفق علیہ ہیں ۷۹، میں امام بخاری ۹۳ میں امام مسلم منفرد ہیں۔[7]

حضرت ابوہرہ کی کثرتِ روایت پر بعض لوگوں نے شک وشبہ کا اظہار کیا ہے لیکن ہمیں غور کرنا چاہیے کہ کیا محض اس بنا پر کہ وہ روایات کثرت سے بیان کرتے تھے ہم اُن پر کسی قسم کا شک وشبہ کرسکتے ہیں؟ اس سلسلہ میں ہم کو چند باتیں نظر انداز نہ کرنی چاہئیں۔

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۲۶۶۔ [2] صحیح بخاری باب حفظ العلم [3] بخاری کتاب العلم [4] مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۱۰
[5] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۸ [6] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۲۶۶ [7] تہذیب الکمال ص ۴۶۲

© rasailojaraid.com

(۱) کثرت روایت کا سبب کیا تھا؟

(۲) اجلۂ صحابہ اُن پر اعتماد کرتے تھے یا نہیں؟

(۳) اُن کا حافظہ کیسا تھا؟

(۴) احادیث لکھتے تھے یا نہیں؟

(۵) نقل روایت میں اُن کا عام انداز احتیاط پسندانہ تھا یا نہیں؟

(۶) جتنی کثیر روایتیں حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت و صحبت کی مدت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اُن کی تعداد عقلاً و عادۃً مستبعد ہے یا نہیں؟

اب ہم ان میں سے ہر ایک کے متعلق نمبروار گفتگو کرتے ہیں۔

کثرت روایت کے اسباب

حضرت ابو ہریرہ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر ذوق علم اور شوق تحقیق و جستجو عطا فرمایا تھا اُسی قدر اُن کو علم کی اشاعت و توسیع کا بھی بڑا شوق تھا۔ اور اُن کی دلی آرزو تھی کہ اقوال نبوی کا جو گنجینۂ نایاب اُن کے سینہ میں محفوظ ہے اُس سے وہ دوسروں کو بھی فیضیاب کریں، اُن کو اس کا نہ صرف ذاتی شوق تھا بلکہ قرآن مجید کی ایک آیت کے بحکم اشاعتِ علم کو وہ اپنا ایک مذہبی فریضہ جانتے تھے۔ لوگوں نے اسی زمانہ میں اُن پر اعتراضات کیے تو اُنھوں نے خود فرمایا "اگر سورۂ بقر کی یہ آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ	تحقیق وہ لوگ جو ہماری نازل کی ہوئی کھلی ہوئی
وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ	نشانیوں کو اس کے بعد کہ ہم نے اُن کو کتاب میں
فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللہُ وَ	لوگوں کے لیے بیان کر دیا ہے، چھپاتے ہیں اُن پر
یَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ۔	اللہ لعنت بھیجتا ہے اور لعنت بھیجنے والے بھی لعنت بھیجتے ہیں۔

نہ ہوتی تو میں کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا[1]۔

[1] بخاری کتاب العلم۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک طرف اشاعت علم کا یہ جذبہ اور دوسری طرف اُن کو مواقع ایسے میسر تھے جو کسی دوسرے کو نہیں تھے، وہ خود ہی بیان کرتے ہیں "لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ابوہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ میرے مہاجر بھائی بازاروں میں اپنے کاروبار میں لگے رہتے تھے اور انصار صاحب جائداد تھے وہ اُس کے انتظامات میں مصروف رہتے تھے میں فارغ البال تھا، ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا تھا جن اوقات میں وہ لوگ موجود نہیں ہوتے تھے، میں اُن میں بھی حاضر رہتا تھا اور دوسرے لوگ جن چیزوں کو فراموش کردیتے تھے میں اُنہیں یاد رکھتا تھا[1]"

ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے اُن سے پوچھا "تم کیسی حدیثیں بیان کرتے ہو، حالانکہ جو کچھ میں نے دیکھا (یعنی افعال نبوی) اور سُنا (قول نبوی) وہی تم نے بھی سُنا اور دیکھا" بولے "اماں! آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تطییب خاطر کے لیے زیبائش و آرائش میں مصروف رہتی تھیں اور مجھ کو خدا کی قسم کوئی چیز سرکار دو عالم سے غافل نہیں کرسکتی تھی[2]"

اجلہ صحابہ اُن پر اعتماد کرتے تھے

حضرت ابوہریرہ کی اس خصوصیت کو دوسرے اجلہ صحابہ بھی تسلیم کرتے تھے اور اُن کے مخصوص حالات کے باعث اُن کی روایتوں پر اعتماد کرتے تھے۔ ابو عامر روایت کرتے ہیں "ایک مرتبہ میں حضرت طلحہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا:

"ابو محمد! ہم کو نہیں معلوم یہ یمنی (ابوہریرہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ جانتا ہے یا تم" حضرت طلحہؓ نے فرمایا "اس میں شک نہیں کیا جاسکتا کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حدیثیں سُنی ہیں جو ہم نے نہیں سُنیں، اور انہیں وہ چیز معلوم ہے جسے ہم نہیں جانتے۔ ہم لوگ مالدار تھے ہمارے اپنے گھر تھے بال بچے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صبح شام آتے

[1] صحیح مسلم فضائل ابی ہریرہ و بخاری کتاب العلم [2] مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۰۹۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور چلے جاتے تھے۔ ابوہریرہ مسکین تھے اُن کے پاس نہ مال تھا اور نہ اُن کے متعلقین تھے، اُن کا ہاتھ سرورِ کونین کے ہاتھ میں تھا، جہاں سرکار جاتے تھے وہ بھی جاتے تھے، اور ہم اس میں شک نہیں کرتے کہ وہ ایسی چیزیں جانتے ہیں جو ہم نہیں جانتے، اور اُنھوں نے ایسی حدیثیں سُنی ہیں جو ہم نے نہیں سُنیں، اور

ولم یتھمہ احدٌ منّا انہ تقول علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالم یقل ھٰذا حدیث صحیح الاسناد علیٰ شرط الشیخین[1]

ہم میں سے کسی نے ان کو اس کی تہمت نہیں لگائی کہ اُنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی قول ایسا منسوب کیا ہے جو آپ نے نہیں فرمایا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ نے ایک حدیث بیان کی حضرت عبداللہ بن عمر نے وہاں سے گذرتے ہوئے اُس کو سُنا تو فرمایا" ابوہریرہ! دیکھو تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا روایت کر رہے ہو"۔ حضرت ابوہریرہ فوراً کھڑے ہو گئے اور سیدھے حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ آپ نے بھی یہ حدیث سُنی ہے؟ فرمایا" ہاں! میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سُنی ہے۔ اس پر حضرت ابوہریرہ بولے" ہم کو رسول اللہ سے نہ تو ازدواجی تعلق غافل رکھ سکتا تھا اور نہ بازاروں میں لین دین کرنا، میں آنحضرت سے صرف دو چیزیں طلب کرتا تھا۔ کوئی کلمہ جس کی آپ مجھ کو تعلیم دیں یا ایک لقمہ جو آپ مجھ کو کھلا دیں"۔ ابن عمر بولے :-

کنتَ الزمنا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اعلمنا بحدیثہ[2]

اے ابوہریرہ! آپ ہم سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے والے اور آپ کی احادیث جاننے

ایک مرتبہ مروان کو حضرت ابوہریرہ کی کوئی بات ناگوار ہوئی، اُس نے غضبناک ہو کر کہا

[1] مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۱۱ و ۵۱۲ [2] مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۱۰ و ۵۱۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لوگ کہتے ہیں" ابوہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کچھ ہی دنوں پہلے مدینہ میں آئے تھے" فرمایا" میں جب مدینہ میں آیا تو حضرت خیبر میں تشریف رکھتے تھے، اُس وقت میری عمر تیس سال سے کچھ اوپر تھی اور آپ کی وفات تک سایہ کی طرح آپ کے ساتھ رہا، آپ کے ساتھ ازواجِ مطہرات کے گھروں میں جاتا تھا آپ کی خدمت کرتا تھا آپ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہوتا تھا آپ کے ہمراہ حج کرتا تھا، اس لیے میں دوسرے لوگوں سے زیادہ حدیثیں جانتا ہوں، خدا کی قسم وہ جماعت جو مجھ سے قبل آپ کی صحبت میں تھی وہ بھی میری ملازمت کی معترف تھی اور مجھ سے حدیثیں پوچھتی تھی۔ ان میں حضرت عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ اور زبیر خاص طور پر قابل ذکر ہیں[1]۔

حضرت ابوایوب انصاری جن کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر قیام فرمایا تھا، بڑے پایہ کے صحابی تھے لیکن اس کے باوصف وہ حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے تھے کسی نے اُن سے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا" میں ابوہریرہ سے کوئی حدیث روایت کروں، مجھ کو یہ زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کروں[2]۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوایوب کو اپنے حافظہ پر اتنا اعتماد نہیں تھا جتنا حضرت ابوہریرہ کے حافظہ پر تھا، وہ ڈرتے تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں براہِ راست کسی حدیث کو آنحضرت سے نقل کروں اور اُس میں کچھ کمی بیشی ہو جائے۔

قوت حافظہ حضرت ابوہریرہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملازمت و قرب مسلسل کا جو شرف حاصل تھا اُس پر اُن کی قوت حافظہ نے اور سونے پر سہاگے کا کام کیا تھا پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے حافظہ کی قوت کے لیے دعا کی تھی۔ اس کا اثر یہ ہوا ایسا کہ وہ

---

[1] اصابہ ج ۷، ص ۲۰۵
[2] مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۱۲۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جو حدیث سُن لیتے تھے بھولتے نہیں تھے۔ لوگ مختلف طریقوں سے امتحان لیتے تھے اور بالآخر انہیں حضرت ابوہریرہ کی قوت حافظہ کا اعتراف کرنا پڑتا تھا۔

ایک مرتبہ مروان نے حضرت ابوہریرہ کو بلایا اور اپنے کاتب کو تخت کے پیچھے بٹھا کر اُن سے حدیثیں پوچھنی شروع کیں۔ ابوہریرہ بولتے جاتے تھے اور کاتب اُنہیں لکھتا جاتا تھا (حضرت ابوہریرہ کو اس کی بالکل خبر نہیں تھی) ایک سال کے بعد مروان نے انہیں پھر طلب کیا اور اُس نے وہی حدیثیں دریافت کیں۔ حضرت ابوہریرہ نے گذشتہ سال کی طرح اس مرتبہ بھی بے کم وکاست بغیر زیادتی اور کمی کے وہ سب حدیثیں نقل کردیں یہاں تک کہ ترتیب میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔[1]

حدیث کی کتابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک تو غالباً حضرت ابوہریرہ نے حدیث کی کتابت نہیں کی کیونکہ اوّل تو اُنہیں اس کی فرصت ہی نہ ہوتی ہوگی اور پھر اُنہیں یہ اُمید تھی کہ جس کسی حدیث میں کچھ شک ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع کرکے اُس کو رفع کرلینگے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کی وفات کے بعد قوتِ حافظہ کے باوجود ازراہ احتیاط اُنہوں نے حدیثیں قلمبند کرنی شروع کردی تھیں اور پھر وہ جب تک اپنی کتاب نہ دیکھ لیتے کسی روایت کی توثیق وتصدیق نہ کرتے تھے۔ چنانچہ فضل بن حسن اپنے والد حسن بن عمرو کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے حضرت ابوہریرہ کو ایک حدیث سُنائی، اُنھوں نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ حسن بولے میں نے یہ حدیث آپ سے ہی سُنی ہے۔ فرمایا "اگر مجھ سے سُنی ہے تو میرے پاس ضرور لکھی ہوگی۔ اس کے بعد ابوہریرہؓ حسن کو ساتھ لے کر گھر گئے اور ایک کتاب دکھائی جس میں تمام حدیثیں درج تھیں اُس میں وہ حدیث بھی تھی۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا "میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اگر تم نے وہ حدیث مجھ سے سُنی ہے تو ضرور میری کتاب میں ہوگی"[2]

[1] مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۱۰
[2] مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۱۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احتیاط — اسی روایت سے اُن کی احتیاط فی الروایت کا بھی علم ہوتا ہے کہ کسی حدیث پر یونہی حکم نہیں لگا دیتے تھے، بلکہ جب تک اُس کی خوب تحقیق نہ کر لیتے نفیاً یا اثباتاً کچھ نہ فرماتے

اس کے علاوہ ایک اور روایت ہے جس سے اُن کی خشیتِ الٰہی اور حدیثِ رسول اللہ کے جذبۂ احترام کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مرتبہ شفیا اصبحی مدینہ آئے تو حضرت ابوہریرہ کو دیکھا کہ بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور لوگ اُن کے چاروں طرف جمع ہیں یہ اُن کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ جب ذرا ہوش آیا تو درخواست کی کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی حدیث سنائیے جس کو خود آپ نے سنا اور سمجھا ہو۔ ابوہریرہ بولے "ہاں ایسی ہی حدیث سناؤں گا۔ یہ کہا اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا، ہوش میں آتے۔ اور یہ کہہ کر کہ ہاں ایسی ہی حدیث سناؤں گا پھر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ چوتھی بار بیہوشی کا حملہ اتنا شدید ہوا کہ غش کھا کے منہ کے بل گر پڑے شفیا اصبحی نے اُن کو سنبھال لیا اور دیر تک لیے بیٹھے رہے۔ افاقہ ہوا تو ایک حدیث بیان کی[1]

حق گوئی — خشیت ربانی کے غلبہ کا ہی نتیجہ تھا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نہایت بیباک اور جری واقع ہوئے تھے۔ حضرت ابوہریرہ مدینہ میں قیام پذیر تھے، یہاں کا گورنر مروان تھا۔ ایک مرتبہ ابوہریرہ اُس کے گھر تشریف لے گئے تو تصویریں آویزاں دیکھیں، چُپ نہ رہ سکے۔ فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو خدا کی مخلوق کی طرح مخلوق بناتا ہے، اگر اس کی قدرت میں ہے تو کوئی ذرۂ غلہ یا جو پیدا کر کے دکھائے[2]

عام تبصرہ — اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت ابوہریرہ غزوۂ خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر مشرف باسلام ہوئے۔ اس لحاظ سے اُن کو صرف چار سال صحبت نبوی سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔ حضرت ابوہریرہ سے جو حدیثیں منقول ہیں اُن کی تعداد اس مدت

[1] ترمذی ابواب الزہد باب الریاء والسمعۃ   [2] مسند امام احمد بن حنبل۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے پیشِ نظر بہ ظاہر زیادہ معلوم ہوتی ہے لیکن اگر اس حقیقت کو سامنے رکھا جائے کہ ان چار سالوں کی مدت میں حضرت ابوہریرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لمحہ کے لیے بھی جُدا نہیں ہوئے۔ اور سفر و حضر میں جلوت و خلوت میں، رزم میں اور بزم میں ہر جگہ اور ہر مقام پر وہ آنحضرتؐ کے ساتھ ساتھ رہے اور اس شرفِ معیت کی وجہ سے وہ حضور پاک کے تمام اقوال و افعال دیکھتے اور سُنتے تھے پھر خود بھی سوال کرنے میں بڑے جری اور بے باک واقع ہوئے تھے۔ تو یہ باور کرلینا بہت آسان ہوجاتا ہے کہ در اصل ان سب چیزوں کے لحاظ سے حضرت ابوہریرہ کی مرویات کی تعداد مدتِ معیت کے اعتبار سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ بحث تو مرویاتِ ابوہریرہ کی کمیت کے لحاظ سے تھی۔ اب حضرت ابوہریرہ کی قوتِ حافظہ، احتیاط فی الروایت، اجلہ صحابہ کا اُن پر اعتماد و وثوق، خشیتِ ربانی، خوفِ قیامت، فقر و استغنا، اعلانِ حق میں جرأت و بے باکی احادیثِ رسول اللہ کے ساتھ غایت درجہ عشق و محبت، اُن کا احترام، احادیث کی کتابت اِن سب چیزوں پر غور کیجیے تو ان مرویاتِ ابوہریرہ کی کیفیت کے متعلق بھی صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ کس پایہ کی ہیں، اور ہمارے لیے کس درجہ لائقِ اعتماد ہوسکتی ہیں

جن محدثین نے حضرت ابوہریرہ کی بعض حدیثوں پر کلام کیا ہے، وہ اس پر مبنی نہیں ہے کہ اُنہیں حضرت ابوہریرہ پر اعتماد نہیں بلکہ اُس کی وجہ صرف یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے محدث تک جو سلسلۂ رواۃ ہے اُس میں بعض لوگ ایسے ہیں جو غیر ثقہ یا متکلم فیہ ہیں، ورنہ محدثین کا اتفاق ہے کہ "الصحابۃ کلھم عدولٌ" یعنی صحابی سب عادل ہیں۔

وفات حضرت ابوہریرہ نے ۵۷ھ میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔

© rasailojaraid.com